AL-ILM Journal

Volume 5, Issue 1

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title Sarmayadarana Nizaam ki Taqdeemi Asaas our Asri Manwiyyat

Author (s): Dr. Abdul Ghaffar
Muhammad Sadiq

Received on: 02 November, 2020
Accepted on: 15 Ferbruary, 2021

Published on: 18March, 2021
Citation: English Names of Authors, " Sarmayadarana Nizaam ki Taqdeemi Asaas our Asri Manwiyyat", AL-ILM 5 no 1 (2021): 257-278

Publisher: Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

سرمایہ دارانہ نظام کی تقدیمی اساس اور عصری معنویت

عبدالغفار*

محمد صادق**

Abstract

Capitalism is one of the emerging economic systems of human history. This system is based on two main ideological foundations; the materialism and the utilitarianism which start a race of capitalist gains in the society that neither stops nor fulfilled. The rise of materialism results in selfishness which ignites the fires of mutual strife by removing the feelings of sympathy, brotherhood, and goodwill from the human society. A study of the revealed books discloses that most of the ancient nations had the same mentality that caused them to suffer the punishment of Allah. The Jewish nation has played an important role in popularizing this economic system in modern human societies. They wanted to dominate the current global financial institutions, which has caused humanity to face severe economic hardship and social crisis. Every effort is being made to weaken Muslim societies, especially financially and militarily. In the above objective circumstances, it is necessary to take an in-depth look at the basis of this system, its reality and significance and its consequences to understand all kinds of local and international financial difficulties. In view of this demand, the Capitalism has been discussed in this article.

Keywords: *Capitalism, Humanity, Past Nations, Capital, Jewish Nation, Materialism, Utilitarianism, Capitalist, Ideality*

1. موضوع کا تعارف اور سبب انتخاب

زیرِ نظر مضمون میں جدید سرمایہ داری کی بنیاد اور اس کے تاریخی ارتقاء کو اس لئے زیر بحث لایا جارہا ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام کے حامی اس نظام کی بنیاد کو جاگیر داری کے نام سے ایک الگ نظام کے طور پر پیش کر کے یہ ثابت کرنے کوشش کرتے ہیں کہ جاگیر دارانہ نظام ظلم وبربریت پر مبنی ایک مستقل معاشی نظام تھا جبکہ اس کے برعکس ان کا نظام سرمایہ داری عدل وانصاف پر مشتمل ایک علیحدہ نظام رحمت ہے۔ اس دلفریب کہانی کو یوں مرتب کیا گیا کہ جاگیر دارانہ نظام دنیا کے عہد قدیم سے متوسط دور کے اختتام تک مسلسل حیاتِ انسانی کے تمام ادوار پر محیط تھا اور ہمیشہ کے لئے اسے ملوکیت کے سیاسی نظام کی پشت پناہی حاصل رہی بعد ازاں مغرب کے صنعتی انقلاب کے نتیجے میں دفعتاً معاصر مغربی لبرل مفکرین علم و کردار کے آسمان سے نازل ہوئے اور انھوں نے

---

*ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور، پاکستان

**ایلمنٹری ٹیچر، گورنمنٹ ہائی سکول دھوڑکوٹ، احمد پور شرقیہ، پاکستان

انسانیت پر عظیم احسان کرتے ہوئے معاشی لحاظ سے نظام سرمایہ داری اور سیاسی لحاظ سے نظام جمہوریت مرتب کیا اور حیات انسانی کو یہ دو ایسے تحائف دیئے کہ آج ان دونوں کے بغیر انسانیت کا قیام اور اس کا امن واستحکام اور مزید بر آں انسانی ارتقاء ممکن ہی نہیں ہے۔

اس طرح جاگیر داری، ملوکیت، سرمایہ داری اور جمہوریت کی جدید اصطلاحات کو جدید علمی حلقوں میں عام کر کے یہ تاثر دیا گیا کہ جدید مغربی اٹھارویں صدی سے پہلے کی دنیا ہمیشہ سیاسی اور معاشی طور پر علم، عدل، حریت اور نظم سے یکسر خالی اور جہالت، ظلمت اور جبریت سے لبریز اور انبیائے کرام بالخصوص پیغمبر آخر الزماں علیہ الصلاۃ والسلام کی تمام تر مساعی محض افسانہ ہیں۔ جو مسلمان اہل علم مذکورہ بالا کہانی کی زد میں آئے وہ آج تک مسلم ادوار کے داخلی اور خارجی سیاسی اور اقتصادی معاملات کو اپنے مخصوص جاگیر دارانہ اور ملوکیانہ زاویے سے دیکھتے ہیں اور ان کے حقیقی فہم سے کسی نہ کسی حد تک قاصر اور الجھے ہوئے نظر آتے ہیں۔

مقالہ ہذا موجودہ عالمی منظر کے حوالے سے اساسی نوعیت کا موضوع ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی تقدیمی اساس اور عصری معنویت کے عنوان پر کسی حکومتی یا غیر حکومتی جامعہ میں کوئی مقالہ تحریر نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی مذکورہ موضوع پر کوئی کتاب یا مقالہ شائع ہوا ہے۔ تاہم سرمایہ دارانہ معیشت کے موضوع پر متعدد کتب تحریر کی گئی ہیں۔ انگریزی زبان میں موضوع کی مناسبت سے خاصا وقیع تحریری سرمایہ موجود ہے جیسے

Das Capital by Karal Marx, Capitalism and Freedom by Milton Fried, Saving Capitalism by Robert Reich, Capitalism, Socialism and Democracy by Yousuf Schmpeter, The Wealth of Nations by Adam Smith, The Origion of Capitalism by ellen Meiski, How will Capitalism End by Wolfgang Streeck, Capitalism and Slavery by Eric Williams-

اردو زبان میں بھی موجودہ نظام کے متعلق متعدد تصنیفات موجود ہیں مثلاً سرمایہ دارانہ نظام ایک تنقیدی جائزہ از حافظ محمد احمد، سرمایہ دارانہ نظام ایک تعارف از ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری، سرمایہ دارانہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام کفالت عامہ از ڈاکٹر نور محمد غفاری۔ مقالہ ہذا میں تاریخ قدیم و متوسط کی سرمایہ دارانہ فکری بنیاد کو مختلف ادوار کی روشنی میں پیش کیا جارہا ہے تاکہ عصر حاضر کا مفکر قدیم و جدید سرمایہ دارانہ نظریات کی ہم آہنگی اور ان کے مساوی اثرات و نتائج کو بخوبی سمجھ سکے۔

2. سرمایہ دارانہ نظام کی اساس اور خصائص

خالق کائنات نے انسان کی آزمائش کے لئے اس کی طبیعت میں کچھ مثبت و منفی خصوصیات ودیعت کی ہیں، مثلاً ہر انسان اپنی زندگی میں محبت و رافت کے ساتھ مالی آسائشوں اور ان کی خود نمائی کی خواہش لے کر پیدا ہوتا ہے اور

ان دونوں خصوصیات کی کوئی حد بندی بھی نہیں کی گئی ہے، اس لئے اگر آسمانی سچی تعلیمات کے مطابق اس کی تربیت نہ کی جائے تو وہ اپنے نفس کے منفی مطالبات یعنی آسائشوں، آرائشوں اور ریاکاری کے حصول کے لیے بڑھ چڑھ کر محنت کرنے کی طرف جاتا ہے اور یہ جملہ نفسانی خواہشات دنیا کے بعض طاقتور انسانوں کو طلب حکمرانی کی طرف دھکیل دیتی ہیں اور ان مقاصد کے حصول کے لئے وہ لوگ نہ صرف دوسروں کے بنیادی حقوق سلب کرتے ہیں بلکہ وہ بعض اوقات اس کے لئے قتل وغارت کرتے ہوئے روئے زمین کو ظلم وجور اور فتنہ وفساد کی آماجگاہ بھی بنادیتے ہیں۔

انسانی تاریخ نمرود، فرعون، چنگیز خان، ہلاکو خان، مسولینی، ہٹلر، بلڈی کوئین اور بش ثانی جیسے متذکرہ بالا خصوصیات کے حامل معروف کرداروں سے لبریز ہے، یہ سب حکمران انسان کے اس مزاج کی غمازی کرتے ہیں۔
قدرت ان انسانی خصوصیات کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لیے ایک مکمل نظام اخلاق مہیا کرتی ہے جس کے نمائندہ صرف انبیاء اور ان کی تعلیمات کے سچے حاملین ہوتے ہیں، لیکن اس کے برعکس سرمایہ دارانہ ذہنیت مال کی محبت سے سرشار ہوکر معاشرے میں لوٹ مار کا نظام رائج کرتی ہے اور اس ذہنیت کے لوگ اپنی طاقت اور عیاری کے ذریعے دنیا کے ہر معاشرے میں سیاسی اور معاشی اجارہ داری قائم کرلیتے ہیں، اور یہی سرمایہ دارانہ نظام کی اساس ہے۔ سرمایہ داری کی مروجہ تعریف سے بھی اس کی یہ بنیاد بالکل واضح ہوتی ہے، مثلاً انسائیکلوپیڈیا آف بریٹنکا میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"Capitalism is also called free market economy or free enterprises economic system, dominant in the Western World since the breakup of feudalism, in which the most of production means are privately owned and income distributed through the operation of markets."[1]

جاگیرداری کو آزاد بازار معیشت یا آزاد کاروباری معاشی نظام بھی کہا جاتا ہے، جو جاگیرداری کے خاتمے کے بعد مغربی دنیا میں غالب ہے، جس میں زیادہ تر پیداواری ذرائع نجی ملکیت کی حیثیت سے ہوتے ہیں اور بازاروں کے کام کے ذریعے آمدنی تقسیم ہوتی ہے۔

جمیل جالبی قومی اردو ڈکشنری میں بیان کرتے ہیں کہ "سرمایہ دارانہ نظام، اصول سرمایہ داری اور سرمائے کی ملکیت ہے۔ ایک ایسا معاشی نظام جس کے تحت پیداوار، سامان اور خدمات کی تقسیم نجی طور پر اور تجارت یا کاروبار آزاد ہو۔"[2] مذکورہ تعریفات میں بیان کردہ آزادی کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے کہ معاشرے کا ہر فرد اپنی ذاتی قوت کے ساتھ سرمایہ کے حصول اور استعمال میں تمام اخلاقی اور حکومتی حدود و قیود سے مکمل طور پر آزاد ہو، چنانچہ اس طرح کی پدر و مادر آزادی معاشرے کے صرف طاقتور افراد کو اپنے تمام ہتھکنڈوں کے ساتھ پوری قوم بلکہ اقوام

عالم پر معاشی اور سیاسی تسلط قائم کرنے کی سند جواز مہیا کرتی ہے اور اس کے نتیجے میں جاگیر داری اور سرمایہ داری کا فرق ختم ہو جاتا ہے۔ مزید بر آں سرمایہ داری ایک ایسا معاشی نظام ہے جس نے جاگیر داری کی جگہ لے لی۔ پیداوار نجی ملکیت میں ہونا، اجرتی مزدور کا استحصال ، پیداوار کی بد نظمی، بے روزگاری، غربت، مقابلہ بازی اور جنگیں نظام سرمایہ داری کا خاصہ سمجھی جاتی ہیں۔ تاریخ انسانی کا معروضی مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ یہ نظام معاشرے میں مندرجہ ذیل خصوصیات کا حامل ہے۔

- سرمایہ دارانہ نظام میں خدا کے وجود کا خالق کائنات ہونا تو تسلیم ہوتا ہے لیکن اس کی قانونی حیثیت تسلیم نہیں کی جاتی۔ خدا کی قانونی حیثیت کو تسلیم نہ کرنے کے نتیجے میں انسانی معاشرہ الہامی اخلاقی ضابطوں سے آزادی حاصل کر لیتا ہے۔ یہ اسی نظام کی دوسری بڑی خامی ہوتی ہے جبکہ انسان ایک اخلاقی اور عقلی مخلوق ہے۔
- اس نظام میں سرمایہ دار اپنی اجارہ داری قائم کر لیتا ہے جس کے نتیجے میں دولت چند خاندانوں میں محبوس ہو جاتی ہے اور معاشرے میں امیر و غریب کا فرق بڑھتا چلا جاتا ہے۔
- سرمایہ دارانہ نظام اور جمہوریت دونوں آپس میں جڑواں بہن بھائی ہیں کیونکہ کوئی بھی معاشی نظام جمہوریت کے بغیر غلبہ حاصل نہیں کر سکتا۔
- سرمایہ دارانہ نظام مذہب سے آزاد ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاق سے بھی آزاد ہوتا ہے۔
- مذکورہ نظام کی ایک خامی یہ ہے کہ فرد سرمایہ داروں کے مسلسل پروپیگنڈے کی بناء پر اپنی خواہش کے مطابق اپنی زندگی کے استعمال کے لیے چیزوں کے چناؤ کو خیر باد کہہ کر اشیاء کا چناؤ پروپیگنڈے کی بناء پر کرتا ہے، سرمایہ دار اس پروپیگنڈے کے لیے جدید ذرائع ابلاغ کو استعمال کرتا ہے۔ ذیلی سطور میں مذکورہ نظام کے مفاسد کے کچھ تاریخی شواہد پیش کئے جا رہے ہیں۔

3. قوم عاد کی سرمایہ دارانہ ذہنیت کا عبرتناک انجام

قوم عاد کی مثال اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ قوم عاد عرب اور اس کے مضافات میں پھیلی ہوئی تھی جن کا اقتدار 2500ق۔م تا 2000ق۔م ایک طرف حضر موت اور یمن سے شروع ہو کر خلیج فارس کے ساتھ ساتھ عراق تک قائم تھا تو دوسری طرف مصر اور شام بھی ان کے اقتدار میں شامل تھے۔ اس قوم کی طرف ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا گیا۔ مذکورہ قوم کو اپنے نبی کی تکذیب کرنے اور تعلیمات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا گیا۔ قوم عاد کے جو جرائم قرآن حکیم نے بیان کئے ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

- خدا کی حکمرانی سے روگردانی کرتے ہوئے تکبر کی روش اختیار کر لی تھی[3]

- ان کے حکمران سرکش وجابر ہوتے تھے قوانین خداوندی سے بغاوت معاشرے کا عمومی چلن تھا[4]
- طبقائیت کی بناء پر دولت چونکہ چند خاندانوں تک محدود ہوتی تھی اس لیے یہ مخصوص طبقہ غیر پیداواری مدات میں دولت ضائع کرتا تھا خصوصاًوہ انسان کے بنیادی حقوق پر تعمیرات کو ترجیح دیتے تھے[5]
- قانون صرف ان غریبوں کے لیے تھا جن کو دووقت کی روٹی بھی میسر نہ ہوتی تھی[6]

4. قوم ثمود کی تباہی میں سرمایہ دارانہ نظام کا اثر

اس سلسلے میں دوسری بڑی مثال قوم ثمود کی ہے جس کی مذمت قرآن حکیم میں بیان کی گئی ہے۔یہ قوم عرب کے شمال مغربی حصے میں آباد تھی جو آج الحجر کے نام سے مشہور ہے۔اس قوم کا دور اقتدار2500ق۔م تا1600ق۔م ہے۔اس قوم کی اصلاح کے لیے صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا گیا جن کی الہامی تعلیمات وہدایات کی خلاف ورزی کرنے پر اس قوم کو بھی سامان عبرت بنادیا گیا۔ قوم ثمود کی برائیوں میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

- اس قوم کے علاقوں میں حصول پانی کا ذریعہ صرف بارشیں تھیں۔اس صحرائی علاقوں میں بارشوں کا یہ پانی ضمانت کو تحفظ دیتا تھا۔اس بناء پر پانی کے ذخائر کے مالک لوگوں نے پانی پر اجارہ داریوں کی بناء پر اس کو ذریعہ تجارت بنایا ہوا تھا۔[7]
- نظام حکومت اخلاق سے عاری شریر لوگوں کے قبضے میں تھا۔[8]
- پہاڑوں کو تراش کر مضبوط عمارتیں بنانے کے شوقین تھے۔گویا دولت کو غرباء کی غربت دور کرنے کی بجائے غیر پیداواری مدات میں خرچ کرنے کا رجحان تھا۔[9]
- ظلم وزیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی اعلانیہ مدد کرتے تھے۔[10]

5. قوم لوط میں نظام سرمایہ داری کے تباہ کن نتائج

تاریخ میں قوم لوط2200ق۔م کا ذکر بھی آتا ہے جن کی بستیاں سدوم، عمارہ اور بحرمیت کے آس پاس واقع تھیں۔ان کی طرف لوط علیہ السلام بحیثیت نبی تشریف لائے۔لوط علیہ السلام کی تکذیب اور نافرمانی کے سبب اللہ تعالیٰ نے اس نافرمان بستی کو سامان عبرت بنادیا۔ قوم لوط علیہ السلام کے جرائم میں سے چند مندجہ ذیل ہیں۔

- قوم کے مردوعورت سب ہم جنس پرستی، لواطت میں مبتلا ہو چکے تھے۔[11]
- قوم لوط علیہ السلام رہزنی بھی کرتی تھی۔[12]
- انسانی جسم کو ذریعہ آمدنی بنایا ہوا تھا گویا آج کی زبان میں ہیومن ریسورس کی بنیاد رکھنے والی یہی قوم تھی جس کے تحت ناچ گانا اور زنا جائز تھا۔[13]

- تعلقات زناشوئی کے سلسلے میں یہ لوگ اپنی عورتوں سے کوئی دلچسپی نہ رکھتے تھے۔ قرآن حکیم نے اس کیفیت کو هَؤُلَاءِ بَنَاتِي کے الفاظ میں بیان کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس ہجوم میں عورتیں بھی شامل تھیں۔[14]
- مجاہرت یعنی اعلانیہ بدکرداری کرتے تھے۔[15]

6. شعیب علیہ السلام کی قوم میں سرمایہ داری کا فروغ اور انجام

مدین عرب کے شمال مغربی حصے میں ایک شہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قوم مدین کی روحانی، معاشرتی اور معاشی ہدایت کے لیے لوط علیہ السلام کے نواسے شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ علیہ السلام کا زمانہ لوط علیہ السلام کے بعد کا ہے۔ قوم شعیب علیہ السلام بھی معاشی لحاظ سے دو طبقوں سرمایہ دار اور غرباء میں تقسیم تھی۔ سرمایہ دار طبقہ غرباء کی معاشی اور مالی امداد کرنے کی بجائے ان کی تھوڑی سی جمع پونجی بھی مختلف طریقوں سے لوٹتا رہتا تھا۔ شعیب علیہ السلام نے سرمایہ دار طبقے کی غریبوں اور کمزوروں کے معاشی استحصال کرنے کی مخالفت کی۔ قوم مدین کے سرمایہ داروں نے اپنے مال و اسباب کی وجہ سے متکبرانہ روش اختیار کرلی۔ جب راہ راست پر آنے کی کوئی امید باقی نہ رہی تو اللہ تعالیٰ کا غضب ان پر بھڑکا اور ان کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔[16] قوم شعیب علیہ السلام پر آنے والی تباہی کے اسباب درج ذیل تھے۔

- ان میں ناپ تول کی کمی کا طریقہ سب سے زیادہ مشہور ہو چکا تھا جسے قرآن میں فساد فی الارض قرار دیا گیا ہے۔[17]
- ناپ اور تول میں کمی سے روکنے پر سرمایہ دار طبقے نے شعیب علیہ السلام کی خیر خواہانہ اور مخلصانہ نصیحت کو اپنے مفادات اور تجارتی کنٹرول میں آزادی کے خلاف سمجھا اور ان کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔[18]
- مذکورہ بالا آیت مبارکہ کے آخری الفاظ حلیم اور رشید طنزیہ ہیں کہ اے شعیب علیہ السلام تو اپنے آپ کو کمزوروں کا ہمدرد قرار دے کر اپنے آپ کو بردبار اور سیدھی راہ پر چلنے والا خیال کرتا ہے، حقیقت میں تمہاری یہ نصیحت ہماری معاشی اور تجارتی آزادی پر ڈاکہ ہے۔ اس لیے سرمایہ داروں نے شعیب علیہ السلام کو شہر بدر کرنے کی دھمکی دینا شروع کر دیں۔[19]
- قوم شعیب علیہ السلام بت پرستی کے علاوہ راستوں پر گھات لگا کر آنے جانے والے مسافروں کا مال چھین لینے کے عادی تھے۔[20]
- شعیب علیہ السلام کو خوف زدہ کرنے کے بعد سرمایہ داروں ان پر ایمان لانے والے کمزور افراد کو دھمکانا شروع کر دیا تاکہ وہ ان سے دور ہو جائیں اور ان کے خلاف ایک جمعیت نہ بن سکیں۔[21]

7. فرعونی نظام سرمایہ داری اور اور اس کا انجام بد

قوم فرعون کے جابرانہ اور آمرانہ نظام حکومت کا ذکر قرآن حکیم میں متعدد بار وارد ہوا ہے۔ فراعین نے مصر پر تین ہزار سال 3150 ق م تا 30 ق م حکومت کی۔ موسیٰ علیہ السلام 1571 ق م تا 1451 ق م نے جس فرعون کے محل میں پرورش پائی اس کا نام "رعمیسس" تھا اور جو فرعون موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کرنے پر دریا میں غرق ہوا وہ رعمیسس کا بیٹا "مفتاح" تھا۔[22] فرعون کے دور حکومت کی اہم ترین خصوصیت اس کا سیاسی نظام تھا جس کی بنیاد سرمایہ داری پر تھی۔ اس لوٹ مار کے اس نظام میں مذہبی طبقہ بھی برابر کا شریک تھا جس کے نتیجے میں ایوان اقتدار میں ایک تثلیث جنم لے چکی تھی۔ فرعونی نظام کی اسی تثلیث کا موجودہ زمانے کے ہر معاشرے میں بخوبی مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ یہی عناصر ثلاثہ بر سر اقتدار ہیں۔

1. **اقتدار:** اقتدار کا نمائندہ خود فرعون تھا۔
2. **سرمایہ دار طبقہ:** سرمایہ داری کا نمائندہ قارون تھا جو موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔
3. **مذہبی اجارہ داری:** مذہب کا نمائندہ ہامان تھا جو اسکندریہ کے معبد کا انچارج ہونے کے ساتھ مصر میں بڑا مذہبی شخص تھا۔ نیز فرعون نے اسے تعمیرات کا وزیر بھی بنایا ہوا تھا۔[23]

7.1. فرعونی دورِ حکومت کے سرمایہ دارانہ نظام کی اساس

فرعونی نظام کی چند مزید خصوصیات مندرجہ ذیل تھیں۔

- فرعون کا سب سے بڑا جرم خدا کی حاکمیت اعلیٰ کا انکار تھا اور اس کے نزدیک خدا کی کوئی قانونی حیثیت نہ تھی۔[24]
- فرعون کے نزدیک صرف دولت ہی معیار حاکمیت تھی۔[25]
- عوامی فلاح و بہبود پر خرچ کرنے کی بجائے تعمیرات پر دولت خرچ کرنے کا رجحان تھا۔[26]
- اقتدار کو مستحکم اور طول دینے کے لیے قوم کو گروہوں میں تقسیم کیا گیا تھا، بنی اسرائیل کا معاشی استحصال کرنے کے ساتھ ان سے بیگار بھی لی جاتی تھی۔[27]
- مالی منفعت کے حصول کو جذبہ قومیت پر فوقیت حاصل تھی۔[28]

موجودہ حالات کا مشاہدہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دور حاضر کا سرمایہ دارانہ نظام مذکورہ بالا عناصر پر قائم ہے جن کی بنیاد ماضی کی ان اقوام نے رکھی تھی۔ گویا مذکورہ شواہد کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ سابقہ نظام ہائے حیات خصوصاً فرعونی دور حکومت موجودہ سرمایہ دارانہ نظام حکومت کے تسلسل کا ابتدائی دور تھا۔

8. سرمایہ داری کے فروغ میں بنی اسرائیل کی جہدِ مسلسل

نظام سرمایہ داری کے سلسلے کی ایک واضح مثال قومِ بنی اسرائیل ہے۔ قوم بنی اسرائیل چونکہ صدیوں تک فراعین مصر کی غلام رہی تھی اس لیے فرعونی تہذیب و تمدن ان کے دماغوں میں رچ بس گیا تھا۔ نظام سرمایہ داری کے متعلق تمام ہتھکنڈے انہوں نے قوم فرعون سے سیکھے تھے اور پھر اپنی پوری تاریخ میں ان فرعونی ہتھکنڈوں کے ذریعے معاشرے میں اپنی معاشی اجارہ داریاں قائم کرتے چلے گئے۔ تاریخی شواہد قوم بنی اسرائیل کے نظام معاشرہ میں سرمایہ دارانہ رجحانات کی غمازی کرتے ہیں، مثلاً جب وہ مصر سے نکلے تو انہوں نے قوم فرعون سے سونے اور چاندی کے زیورات عاریتاً مانگ لیے اور ہجرت کے وقت وہی زیور صحرائے سینا میں ساتھ لائے۔[29] چنانچہ خدا کی قانونی اور معبودی حیثیت کے انکار کے رجحان کی بنا پر انہوں نے اپنے زیورات سے ایک بچھڑا بنایا اور اس کو معبود بھی ٹھہرالیا۔[30]

قرآن حکیم اور اناجیل کے مشترکہ بیانات سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کو یہ بخوبی معلوم تھا کہ سونا ہی کسی معاشرے کی معاشی خوشحالی کا ضامن ہوتا ہے، اس لیے انہوں نے قوم فرعون کا سونا ہڑپ کرلیا۔ دنیا پرستی سے اخلاقی جرات کی کمی واقع ہوتی ہے چنانچہ یہی چیز قوم بنی اسرائیل میں ملتی ہے، مثلاً صحرائے نوردی کے دوران جب موسیٰ علیہ السلام نے بحکم خداوندی انہیں ارض مقدس (شام) میں داخلے کا حکم دیا اور نوید فتح بھی سنائی تھی لیکن اس کے باوجود چار سو پچاس سالہ محکومانہ زندگی گزارنے والی قوم نے صاف انکار کر دیا اور قرآن کی زبان میں موسیٰ علیہ السلام کو صاف جواب دے دیا تھا۔[31]

موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے قاضی اور ائمہ قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے۔ اس دور کو قاضیوں کا دور کہا جاتا ہے۔ مسائل کے حل کے لیے مختلف قبائل کسی ایک کو قاضی مقرر کر لیتے تھے جن کی نافرمانی گناہ کے مترادف سمجھی جاتی تھی۔[32] بنی اسرائیل کے قاضیوں میں ایک اہم نام سموئیل تھا جو بعد ازاں منصبِ رسالت پر فائز ہوئے۔ 1100ق م تا 1067ق م کے دور کو تاریخ میں بنی اسرائیل کا اہم دور قرار دیا جاتا ہے کیونکہ اسی دور میں بنی اسرائیل نے قبائلی زندگی کے بعد ایک قومی صورت اختیار کر لی تھی، اور پھر اس دور سے بنی اسرائیل کے تاریخی لٹریچر کا آغاز ہوتا ہے۔[33]

- **طالوت کا دور حکومت:** بنی اسرائیل کی سیاسی تاریخ طالوت (Saul) کے اقتدار سے شروع ہوتی ہے جس نے مضافات کے علاقے فتح کر کے اسرائیلی ریاست قائم کی اور 1040ق م میں اسرائیل کا پہلا حکمران بنا۔

- **داؤد علیہ السلام کا دور حکومت:** بنی اسرائیل کی سیاسی تاریخ دراصل داؤد علیہ السلام 1004 تا965ق م کے زمانے میں مکمل ہوئی کیونکہ داؤد علیہ السلام نے ایک عظیم متحدہ اسرائیلی ریاست قائم کر کے یروشلم کو پایہ تخت بنایا اور تابوت سکینہ کو یہیں منتقل کیا جس کی وجہ سے شہر کی مذہبی حیثیت مسلم ہو گئی۔
- **سلیمان علیہ السلام کا دور حکومت:** سلیمان علیہ السلام 1033ق م تا980ق م بنی اسرائیل کے تیسرے بادشاہ مقرر ہوئے۔ آپ کے عظیم کارناموں میں عظیم ہیکل کی تعمیر، بنی اسرائیل کی سیاسی آزادی اور عدل وانصاف پر مبنی نظام حکومت کا قیام تھا۔ سلیمان علیہ السلام کے بعد کا دور سیاسی زوال کا دور تھا۔ اس زوال کی وجہ دولت کی فراوانی تھی جس نے معاشرے کو اخلاقی طور پر بھی دیوالیہ کر دیا تھا جس کی کچھ تفصیل یوں ہے۔

8.1. ریاست اسرائیل کی تقسیم میں نظام سرمایہ داری کی اثر انگیزی

سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد قبائل بنی اسرائیل باہم بر سرپیکار ہو گئے جس کے نتیجے میں ریاست اسرائیل کو 1100ق م میں آپس میں تقسیم کر لیا گیا اور دو نئی ریاستیں نمودار ہوئیں۔ پہلی شمالی سلطنت جس کا پایہ تخت سامریہ اور نام اسرائیل تھا اور اس کے وارث بنی اسرائیل کے دس قبیلے تھے۔ دوسری جنوبی ریاست جس کا نام جوڈیا اور پایہ تخت یروشلم تھا۔ بنی اسرائیل کے دو قبیلوں یہودا اور بنیامین کے پاس تھی۔ شمالی ریاست 731ق م میں آشوری حکمران مارگون نے ختم کر دی۔ اس نے ہزاروں یہودیوں کو ختم کیا۔ باقیوں کو قید کر کے عراق لے گیا جبکہ جنوبی ریاست کا خاتمہ بابل کے بادشاہ بخت نصر نے 598ق م ایک زبردست حملے کے ذریعے کیا۔[34]

8.2. سلطنت قوم یہود اسرائیل اور ریاست جوڈیا کی تباہی کا سبب

قوموں کا زوال اخلاقی ضابطوں کی خلاف ورزی سے شروع ہو جاتا ہے۔ جب کوئی قوم اخلاقی ضابطوں کی پابندی ترک کر دیتی ہے تو ان میں عیش و آرام، شراب وشباب، طبقاتی استحصال اور ناانصافی کا دور دورا ہو تا ہے۔ یہی حال جب مذکورہ بالا دو ریاستوں کا ہوا تو ان کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء مبعوث فرمائے۔ اسرائیلی ریاست میں تشریف لانے والے انبیاء کرام میں سے عاموس علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام نمایاں ہیں جن کی انہوں نے نافرمانی کی چنانچہ یہ لوگ اقتدار کے نشے میں آکر راہ حق سے دور اور بہت سی برائیوں میں ملوث ہو چکے تھے جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

- یہ قوم دولت کی کثرت، عیش و آرام اور موسیقی کی دلدادہ ہو چکی تھی۔[35]
- معاشرے میں خداشناسی اور باہمی محبت واحترام کا خاتمہ ہو گیا اور عہد شکنی، قتل وغارت اور فحاشی عام ہو گئی۔[36]
- طبقاتی استحصال، ناانصافی اور ہوس زر کی وجہ سے نادار طبقے پر معاش اور انصاف کے دروازے بند ہو چکے تھے۔[37]

- بائبل میں یوشع علیہ السلام کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کی Liberalism یا Enlightenment کی وجہ سے شراب اور زنا عام ہو گیا تھا۔[38]
- اسرائیلی معاشرے کی معاشرتی بدکرداری میں مذہبی طبقہ برابر کا حصے دار تھا اور انبیاء کرام کے اصلاحی کاموں میں رکاوٹ ڈالتا تھا۔ انبیاء کرام مسلسل اس طبقے کو خبردار کرتے چلے آرہے تھے۔[39]
- معاشرتی بدکرداری کا تاریک پہلو یہ بھی تھا کہ مصلح افراد کو بے وقوف اور کم عقل سمجھا جاتا تھا۔[40]
- معاشرے میں بدکرداریوں کا عروج تھا، مذہبی لوگوں کے ساتھ سیاسی لوگ بھی اس میں میں ملوث تھے۔[41]
- انبیاء کرام ان کی خود ساختہ روشن خیالی میں رکاوٹ ڈالتے تھے اس وجہ سے متعدد انبیاء کرام کو قتل کر دیا گیا۔[42]

یہودی ریاست یہودیہ (جوڈیا) میں تشریف لانے والے دیگر انبیاء کرام میں سے یسعیاہ علیہ السلام، حزقی ایل علیہ السلام اور یرمیاہ علیہ السلام ہیں۔ ان انبیاء کرام کی تمام تر کوششوں کے باوجود یہ لوگ برائیوں سے باز نہ آئے۔ ان میں پائی جانے والی برائیوں میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

- بڑے بیٹے کی قربانی کرنے کی رسم بد کی ابتداء ریاست جوڈیا کے حکمران ارہارنے کی جس پر یرمیاہ علیہ السلام نبی نے احتجاج کیا۔[43]
- انہوں نے یہواہ (خدا) کے مجسموں کی پوجا کرنے کی ابتداء کی جو بڑھتے ہوئے سورج دیوتا کی مورت کی پوجا تک پہنچ گئی جس پر حزقی ایل نبی نے سرزنش کی۔[44]
- ان کے ہاں محرم رشتوں کی حرمت کا تصور ختم ہو گیا تھا۔[45]
- جوڈیا میں زناکاری عام ہو چکی تھی۔[46]
- لواطت بھی ان کی عادتِ بد بن چکی تھی جس کی وجہ سے ان پر عذاب آیا۔[47]
- عوام وخواص اس قدر روشن خیال ہو چکے تھے کہ وہ اپنی بدکرداریوں پر شرمندگی محسوس نہیں کرتے تھے۔[48]
- راتوں کو شراب وشباب کی محفلیں سجائی جاتی تھیں۔[49]
- بائبل کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل جوڈیا کی عیاشی کی محفلیں کاروباری بنیاد پر ٹھیک اس طرح ہوتی تھیں جیسے موجودہ دور کا مہذب فائیو سٹار کلچر ہے۔[50]
- معاشی استحصال اس معاشرے کا ایک اور بڑا خاصا تھا۔ امراء ہوس زر کی وجہ سے دولت سمیٹ لیتے تھے جبکہ غریبوں کی زندگی اجیرن ہو کر رہ گئی تھی۔ ناپ تول میں کمی، بے انصافی، ملاوٹ، جھوٹ، دھوکہ دہی، بیگار اور ٹیکسوں کی بھرمار تھی۔[51]

- ریاست اسرائیل کی طرح یہاں بھی مذہبی طبقہ معاشرے پر ایک بدنما داغ تھا۔[52]

مذکورہ بالا شواہد اور حقائق سے یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ قوم یہود صرف تمام بنی نوع انسان کے لیے ہی نہیں بلکہ خود اپنے لیے بھی تباہی اور اذیت کا باعث بنی۔ یہود کی تاریخ مذہبی، سیاسی، معاشی، اخلاقی اور ہمہ قسم کی دہشت گردی کا مجموعہ ہے۔ نیز عصر حاضر کے پورے عالم انسانیت میں علاقائی، لسانی، اخلاقی، مذہبی اور معاشرتی دہشت گردی کو بنیادیں فراہم کرنے والی بھی یہی یہودی تہذیب ہے۔

8.3. قوم یہود میں سرمایہ داری کی اساس اور موجودہ اسرائیل کا قیام

یہودیوں کے مرکز یروشلم کی تباہی رومی حکمران ٹائٹس کے ہاتھوں 70ء میں ہوئی جس کی وجہ سے یہ پوری قوم منتشر ہوگئی۔ رومی شہنشاہ ہیڈریان نے 138ء میں ہیکل کے مقام پر مندر تعمیر کروانے کے ساتھ ہی یہودیوں کے قتل عام کا حکم دے دیا۔[53] چوتھی صدی عیسوی میں رومی بادشاہ قسطنطین نے یروشلم میں ایک گرجا گھر بنوایا جو 335ء میں مکمل ہوا۔ اس نے یہودی مذہب قبول کرنے پر پابندی لگادی اور قانون نافذ کیا کہ کوئی یہودی کسی عیسائی عورت سے شادی نہیں کر سکتا اور یروشلم کی عبادت تین میل دور رہ کر کریں گے۔[54] مذکورہ صورتحال سے یہودی روس، یورپ، سپین کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے۔ تین قبیلے بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ نے عرب کے علاقہ مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ عہد رسالت میں آپ ﷺ کو شہید کرنے کی سازش کی وجہ سے بنو نضیر کو مدینہ بدر کیا گیا۔ صحابہ کرام، بنو امیہ اور بنو عباس کے ادوار میں چھ صدیوں سے زیادہ عرصے تک یہ لوگ نہایت امن سے رہے۔ مسلم زوال اور عیسائی اقتدار کے بعد ان لوگوں کو جبراً عیسائی بنایا گیا۔ عیسائیت قبول کرنے والے یہودی (Canvases) کہلاتے تھے۔ جبکہ عیسائی انہیں نفرت سے (Maroons) خنزیر کہہ کر پکارتے تھے۔[55]

یورپ میں پناہ لینے والے یہودیوں کے خلاف دوسری، تیسری اور چوتھی صلیبی جنگوں میں منفی رویوں کی وجہ سے نفرت بھڑک اٹھی اور ان کے اخراج کی تحریکیں شروع ہوگئیں۔ 1290ء میں ایڈورڈ اول نے انہیں انگلستان سے نکال دیا۔ 1306ء میں انہیں فرانس سے نکالا گیا۔ 1348ء میں جرمنی میں ان کے خلاف اتنی نفرت تھی کہ یہودی آبادی والے کنوؤں میں زہر ڈال دیا گیا۔ 1391ء تا 1401ء اسپین میں ان کا قتل عام ہوا۔ 1497ء میں انہیں پرتگال سے نکال دیا گیا۔ 1648ء تا 1649ء پولینڈ میں ان کا قتل عام ہوا۔ پورے یورپ میں یہودیوں پر ایک ذلت ٹیکس (Humiliating travel toll) عائد تھا جو ان کے پالتو جانوروں پر بھی لیا جاتا تھا۔

روس کے حکمران الیگزینڈر دوم کے دور اقتدار 1870ء تا 1880ء میں قتل یہود ایک کاروبار بن گیا تھا۔ قتل یہود پر یومیہ اجرت دی جاتی تھی جس کے نتیجے میں پینتالیس ہزار یہودی امریکہ چلے گئے۔ 1875ء میں پورے یورپ میں یہودی خاتمے کی تحریک شروع ہونے سے انہوں نے امریکہ کا رخ کیا۔ جرمنی کے ہٹلر نے جنگ عظیم اول میں جرمنی کی شکست کا ذمہ دار یہودیوں کو قرار دیتے ہوئے 1933ء تا 1938ء تک مختلف قوانین کا نفاذ کیا جن سے یہودی وجود کی بنیادیں ہل گئیں۔ یہودیوں کو جرمن قومیت سے محروم کرتے ہوئے جرمن خواتین سے شادی بھی غیر قانونی قرار دے دی گئی۔ تمام یہودی معابد مسمار کر دیے۔ ان کی دولت سرکاری تحویل میں دے دی گئی۔ یہودی مذہب کی تعلیم پر پابندی لگا دی۔ پبلک باغات اور پارکوں میں ان کا داخلہ بند کر دیا گیا۔ چھ سے زیادہ عمر کے بچوں کے لیے ذلت کا نشان (Badge) لگانا ضروری قرار دے دیا گیا۔ ہٹلر کے ان قوانین کو پورے یورپ میں ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ تمام یورپی ممالک نے انہیں اپنا لیا۔[56]

9. امریکی معاشرے پر سرمایہ داری کے اثرات اور ہنری فورڈ کی تحقیقات

امریکی صنعت کار ہنری فورڈ نے امریکی معاشرے پر یہودی تسلط کو محسوس کرتے ہوئے اہل علم کی ایک جماعت کو بین الاقوامی یہودیت کے پلان کا مطالعہ کرنے اور رپورٹ مرتب کرنے پر مامور کیا۔ فورڈ کے تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ کے چند اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں:

- امریکی معاشرے میں یہودی سرگرمیاں (Protocols of the Learned Elders of Zones) کا عملی ثبوت ہیں۔[57]
- امریکی سکولز اور کالجز پر یہودی اپنا تسلط قائم کر چکے ہیں۔[58]
- پروٹوکول نمبر 4 کے تحت یہودی مظلوم نہیں بلکہ وہ ظالم ہیں۔ وہ امریکہ کے دشمن بھی ہیں۔[59]
- پروٹوکول نمبر 5 کی رو سے یہودی امریکی سیاست کو اپنے ہاتھوں میں لے چکے ہیں۔[60]
- پروٹوکول اور یہودی قومیت میں کوئی فرق نہیں۔[61]
- یہودی امریکی مذہب اور پریس پر مکمل قابض ہو چکے ہیں۔[62]
- پروٹوکول نمبر 7 کی روشنی میں یہودی اپنی طاقت کو استعمال میں لا رہے ہیں۔[63]
- امریکی تھیٹر اور سینما پر وہ اپنا تسلط قائم کر چکے ہیں۔[64]
- پروٹوکول نمبر 13 کے تحت یہودی امریکہ میں شراب نوشی، زنا اور جواء پھیلا کر عوام کو بیکار کر رہے ہیں۔[65]
- سرمایہ کاری اور امریکی دولت پر یہودیوں کا مکمل قبضہ ہو چکا ہے۔[66]

فورڈ کی مذکورہ بالا تحقیقات سے امریکی حکومت نے متاثر ہو کر 1924ء میں جانسن لاج بل(Johnson Lodge Bill)منظور کیا جس کے تحت امریکہ میں یہودی آمد ممنوع قرار دے دی گئی۔

10. معاصر عالمی سیاست پر سرمایہ دارانہ نظام کے اثرات

موجودہ دور میں انسانی معاشرے میں بسنے والی قوموں اور ملکوں کے باہمی تعلقات، خارجہ پالیسیاں، بین الاقوامی امن معاہدے، کشمکش اور فسادات کی وجہ بننے والا بنیادی نقطہ معاشی مفادات اور معاشی سرگرمیوں کا تحفظ ہے۔ اگرچہ مالی مفادات کے تحفظ کے لئے صدیوں پہلے سے انسانوں کے مابین فسادات ہوتے چلے آرہے ہیں لیکن عصر حاضر میں مادی دولت کا حصول ہمہ قسم کے تعلق، مذہب اور تہذیب سے بھاری ہو چکا ہے۔ یہ اسی مادیت پرستی کا اثر ہے کہ دنیا کے عالمی ممالک کی ہونے والی ہر سرگرمی کے پس منظر میں حصول مادیت کا عنصر پوشیدہ ہوتا ہے۔ دنیا اسی کے گرد گھوم رہی ہے اور موجودہ عالمی سطح پر پائی جانے والی ہر بدامنی اور بے چینی کی سب سے بڑی وجہ بھی یہی مادی اور معاشی پہلو ہے۔

پسماندہ ممالک امریکہ اور مغرب کے بنائے ہوئے مالیاتی اداروں سے قرض لیتے ہیں پھر اس رقم کو ان قرض دینے والے ممالک کی ہدایت اور خواہش پر خرچ کرتے ہیں جس کے نتیجے میں ان کی تنگدستی ختم ہونے کی بجائے مسلسل بڑھ رہی ہے کیونکہ ان کی آمدنی کا زیادہ تر حصہ بیرونی قرضوں کی ادائیگی پر خرچ ہو جاتا ہے۔

عالم اسلام کے خلاف گزشتہ اور حالیہ جتنی سازشیں ہوئیں ان میں بالواسطہ یا بلا واسطہ صیہونی اور یہودی عناصر شامل رہے۔ صیہونیت عصر حاضر میں سب سے زیادہ عالمی سیاست پر کنٹرول رکھنے، معاشی مفادات کے حصول کیلئے اقوام عالم پر اپنی بنائی گئی پالیسیاں لاگو کرنے والی اور سرمایہ دارانہ نظام کی پروردہ ایک سیاسی اور قوم پرستانہ تحریک ہے۔ اس تحریک کا منشور چوبیس پروٹوکولز کی صورت میں موجود ہیں جو در حقیقت دنیا پر یہودی حکمرانی قائم کرنے کا دستور(Theory of Jewish World Power)ہے۔ چند پروٹوکل بے حد خطرناک ہیں، مثلاً پروٹوکل اول میں عالمی اقتدار کا حصول، یہودی مطلق العنانی اور آزادی کے خاتمہ کی تبلیغ اور سونے پر قابض ہونے کی تلقین کی گئی ہے۔ پروٹوکل دوم میں نظام تعلیم کو درہم برہم کرنے کی بات موجود ہے تاکہ کل دنیا عقائد کی کشمکش میں مبتلا رہے۔ پروٹوکل چہارم میں عالمی روحانی نظام کو ختم کرکے خدا کو انسانی زندگی سے بے دخل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ پروٹوکل سات میں یہودی تحفظ کے لیے عالمی جنگ کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ پروٹوکل نو میں یہودیوں کی مطلق العنان ریاست کا تصور موجود ہے۔ پروٹوکل بارہ میں عالمی پریس کو کنٹرول کرنے کی تلقین ہے تاکہ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کرکے پیش کیا جاسکے۔ پروٹوکول سترہ میں عالمی تاریخ کو بدلنے کا عزم کا اعادہ کیا گیا ہے۔

پروٹوکل بیس میں یہ بھی شامل ہے کہ افراط زر کے ذریعے عالمی کساد بازاری پیدا کی جائے۔ حسب منشاء کسی ملک کو کسی وقت معاشی اور سیاسی طور پر مفلوج کر دیا جائے، چاہے قرض کے ذریعے ہو یا سودی نظام کے ذریعے۔ آخری پروٹوکل چوبیس میں دنیا کے اندر داؤد علیہ السلام کی حکومت قائم کرنے کا عزم کیا گیا ہے چاہے اس کا قیام ظلم و تشدد کے ذریعے کیوں نہ ہو۔ مذکورہ پروٹوکلز پر 33 درجہ کے صیہونی نمائندوں کے دستخط موجود ہیں۔ موجودہ دور میں نہ صرف فلسطین پر اسرائیلی تسلط بلکہ بین الاقوامی سیاسیات و معاشیات میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ انہیں پروٹوکل کی عملی تفسیر ہے[67]

عیسائی دنیا نے جب محسوس کیا کہ ان کی جان پنجہ یہود میں ہے تو انہوں نے اپنی نجات کے لیے یہودی ریاست قائم کرنے کی راہ ہموار کر دی جو یہودیوں کے لیے اپنے بل بوتے پر قائم کرنا ممکن نہ تھی۔ فلسطین میں یہودی ریاست کے قیام کے لیے خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ضروری تھا جس کے لیے جنگ عظیم اول 28 جولائی 1914ء تا 11 نومبر 1918ء بھڑکائی گئی۔ ترکی نے جرمنی کے ساتھ تعاون کا معاہدہ کیا جبکہ برطانیہ کے اتحادی روس، فرانس اور اٹلی تھے۔ اس جنگ میں جب اتحادی افواج کو شکست، اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑا تو انہوں نے امریکہ کو جنگ میں شریک کرنے اور امریکی یہودیوں کا تعاون حاصل کرنے کے لیے صیہونیوں کے لیے فلسطین میں نیشنل ہوم بنانے کا 2 نومبر 1917ء کو وعدہ کیا جو آج اعلان بالفور کی شکل میں صیہونی حیات ثانیہ کا منشور سمجھا جاتا ہے۔[68]

لیگ آف نیشن کے دستور کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ تمام دفعات صیہونی مقاصد کی تکمیل کا آلہ کار تھیں۔ برطانیہ کے جنگ عظیم دوم میں گرفتار ہوتے ہی یہودی فلسطین میں حصول ریاست کی شرط پر برطانوی فوج میں جوق در جوق شامل ہوئے ان کے اسلحہ ساز کارخانوں نے برطانیہ کے لیے گولے تیار کیے۔ برطانیہ کی جنگی پریشانیوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہودی ناجائز طریقوں سے بحری اور بری راستوں سے فلسطین میں گھس گئے۔ یہ بھی عجائبات عالم میں سے ہے کہ برطانیہ کی زیر نگرانی 1922ء تا 1944ء فلسطین میں یہودی آبادی تریاسی ہزار سات سو سے بڑھ کر پانچ لاکھ اٹھائیس ہزار سات سو تک پہنچ گئی۔ 1946ء میں اینگلو امریکن کانفرنس کے ذریعے عربوں اور یہودیوں کو صوبائی آزادی دے دی گئی۔ فروری 1947ء میں لندن میں دوبارہ گول میز کانفرنس منعقد ہوئی جس کی ناکامی پر برطانیہ نے سارا معاملہ اقوام متحدہ کے سپرد کر دیا۔ 31 اگست 1947ء کو اقوام متحدہ کے تحقیقاتی کمیشن نے تقسیم فلسطین کی تجویز پیش کی جسے جنرل اسمبلی نے منظور کر لیا۔ 14 مئی 1948ء کو برطانوی کمشنر نے اسرائیلی ریاست کے قیام کا اعلان کیے بغیر فلسطین کو چھوڑ دیا اور یہودیوں نے اپنی ریاست کے قیام کا اعلان خود کر دیا۔ اس خود ساختہ ریاست کو اس کے قیام کے چند گھنٹوں بعد امریکی صدر ٹرومین

نے تسلیم کر لیا۔15 مئی 1948ء کو اردن، عراق اور مصری افواج نے اس ریاست پر حملہ کیا لیکن ناکام ہو کر لوٹ گئیں اور یوں اسرائیلی ریاست وجود میں آ گئی۔[69]

عصر حاضر میں یہودی اور ان کا ملک اسرائیل اتنے مضبوط ہو چکے ہیں کہ عالمی کاروباری مراکز، عالمی بینک، امریکہ کا ریزروبینک، عالمی کارپوریشنز اور بین الاقوامی تنظیمیں سب ان کے قبضے میں ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ غذائی اشیاء بنانے والی کمپنی نیسلے ہے جس کے مالک صرف یہودی ہیں جس کا مشن دنیا کے غذائی مواد پر قابض ہونا ہے۔یہودی کمپنیاں غذائی مواد کے بیجوں کو جنیاتی طریقے سے پیٹنٹ (Patent) کر رہی ہیں۔ غذائی مواد پر قابض ہونے کے علاوہ یہودی جراثیمی ہتھیاروں (Biological Weapons) کے ذریعے کسی بھی فصل کو تباہ کرنے کی صلاحیت حاصل کرنے کی کوشش میں ہیں۔عالمی ادارہ صحت سو فیصد یہودی ادارہ ہے جس کا مقصد قدرتی کھانے پینے کی چیزوں کو نقصان دہ قرار دے کر آہستہ آہستہ دنیا کو ملٹی نیشنل کمپنیوں کی تیار کردہ غذائی اشیاء کا محتاج بنانا ہے۔[70] اس وقت عالمی میڈیا پر عالمی برادری سے مراد یہودی اور اس کے حلیف قومیں مراد لی جاتی ہیں۔یہود مخالف قوتوں کو عالمی برادری میں شمار نہیں کیا جاتا نیز عالمی امن اور عالمی سلامتی سے مراد ایسی دنیا لی جاتی ہے جہاں یہودیوں کے عالمی منصوبے وسیع تر اسرائیل کا قیام اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر کو کوئی خطرہ نہ ہو۔[71]

یہودیوں نے تمام دنیا کو ایک گلوبل ویلیج بنانے کے لیے ٹیلی مواصلاتی نظام کو انتہائی سستا اور آسان کر دیا ہے تاکہ وہ اس نظام کے ذریعے کوئی اہم خبر یا بریکنگ نیوز کو فوراً دنیا میں پھیلا دیں۔اس گلوبلائزیشن نے ایک ایسا معاشی استحصال نظام کو وجود بخشا جس کی پیدا کی گئی اور دولت عالمی سطح پر چند سو خاندانوں کی تجوریوں میں جمع ہونے لگی۔گلوبلائزیشن کے اثر سے انسان انسانوں کی دہشت گردی کا شکار ہوئے۔یہ دہشت گردی دنیا میں سیاسی، معاشی، تہذیبی اور قوم پرستانہ شکلوں میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔اس گلوبلائزیشن کے ذریعے غریب ممالک میں جمہوری آزادی کے نام سے سیاسی عدم استحکام پیدا کیا جاتا ہے۔یوں اس گلوبلائزیشن کے عائد کردہ استحصالی نظام کی لپیٹ میں پوری دنیا آ چکی ہے۔اس عالمی گلوبلائزیشن نے بداخلاقی کو Liberalism کا لباس پہنایا ہے جبکہ خدا سے بے خوفی کو Humanism کا نام دیا گیا ہے۔احکام الٰہیہ سے بغاوت کے لیے Rationalism اور Enlightenment جیسی اصلاحات کو متعارف کرایا ہے۔انسانی تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاشرتی انارکی اور اخلاقی ضابطوں کی خلاف ورزی یہودی قوم کے سیاہ کارناموں میں سے ایک ہے۔

خلاصہ بحث

مقالہ ہذا موجودہ عالمی منظر کے حوالے سے اساسی نوعیت کا موضوع ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام ایک ایسا معاشی نظام جس کے تحت پیداوار، سامان اور خدمات کی تقسیم نجی طور پر ہو۔ معاشرے کا ہر فرد اپنی ذاتی قوت کے ساتھ سرمایہ کے حصول اور استعمال میں تمام اخلاقی اور حکومتی حدود و قیود سے مکمل طور پر آزاد ہو۔ یہ آزادی معاشرے کے طاقتور عناصر کو افراد اور اقوام پر معاشی اور سیاسی تسلط قائم کرنے کی سند جواز مہیا کرتی ہے۔

سرمایہ دارنہ نظام کی اساس کے تناظر میں قرآن حکیم میں قوم عاد و ثمود کی سرمایہ دارانہ ذہنیت اور ان کا عبرتناک انجام، قوم لوط میں نظام سرمایہ داری کے تباہ کن نتائج، قومِ شعیب علیہ السلام میں سرمایہ داری کا فروغ اور انجام اور فرعونی نظام سرمایہ داری اور اور اس کے اثرات کو کیا گیا ہے۔ سرمایہ داری کے فروغ میں بنی اسرائیل کی جہدِ مسلسل، ریاست اسرائیل کی تقسیم میں نظام سرمایہ داری کی اثر انگیزی، قوم یہود میں سرمایہ داری کی اساس اور موجودہ اسرائیل کا قیام سمیت معاصر عالمی سیاست پر سرمایہ دارانہ نظام کے اثرات کو زیرِ بحث لا گیا ہے۔

اسلام کے حیات بخش معاشی نظام سے روشنی اخذ کرتے ہوئے سیاسی، عسکری، معاشی اور تہذیبی شعبوں سمیت ہر میدان میں بیرونی قوتوں کا اثر و نفوذ ختم کرکے امتِ مسلمہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتی ہے۔ مسلم دنیا کے قدرتی وسائل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام اور آزمائش کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مسلم دنیا کا معاشی استحکام اور خود انحصاری نہ صرف معیشت بلکہ اس کی سیاست، معاشرت، تعلیم اور ثقافت، غرض ہر شعبۂ حیات پر اثر انداز ہو گی اور اس کی سیاست، تعلیم و معاشرت پر مغربی سرمایہ دارانہ نظام کے اثرات بتدریج زائل ہو سکیں گے۔

11. نتائج بحث

مذکورہ بالا مباحث سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں:

- سرمایہ دارانہ نظام ایک ایسا معاشی نظام ہے جس میں دولت کی فراوانی کے ذریعے معاشرے اور انسانی گروہوں کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ دولت کا بہاؤ عوام الناس کی بجائے خواص کی جانب ہی رہتا ہے۔
- اس نظام میں مذہب کو نظامِ سیاست و معیشت سے الگ کرکے مساجد، خانقاہوں اور گرجاگھروں تک محدود کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ ان کی ناجائز نفع اندوزی میں رکاوٹ نہ بن سکے۔ منافع کے حصول کے لیے حلال و حرام میں کوئی تفریق نہ ہونے کی وجہ سے لوگ نفع کمانے کے ایسے ذرائع اختیار کرتے ہیں، جن سے معاشرے میں اخلاقی بگاڑ پھیلتا ہے۔

- اس نظام میں تجارت وصنعت اور دولت کی گردش کو سود، قمار اور آڑھت کی بنیاد پر استوار کیا جاتا ہے جبکہ معیشت کے فطری توازن میں بگاڑ اسی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ رسد وطلب کے فطری قوانین مفلوج ہو جانے کے علاوہ شخصی اجارہ داریوں کی وجہ سے اشیا کی قیمتوں کا نظام بھی متوازن نہیں رہتا۔
- سرمایہ داروں اور نوکر شاہی کے گٹھ جوڑ سے سرمایہ دارانہ حکومتیں اپنے ہی عدم مداخلت کے اصول سے انحراف کر کے مختلف قوانین اور ناجائز ٹیکسوں کے ذریعے کسی تاجر کی ہمت افزائی اور کسی کی حوصلہ شکنی کرتی رہتی ہیں جس کا فائدہ صرف بااثر سرمایہ داروں کو پہنچتا ہے۔
- معیار زندگی کو اتنا بلند کر دیا جاتا ہے کہ متوسط اور سفید پوش طبقے کے لوگ ان کا ساتھ نہیں دے پاتے، جس سے اَن گنت معاشرتی الجھنیں اور معاشی ناہمواری پیدا ہوتی ہے اور آجر اور اجیر کی طبقاتی کشمکش کا آغاز ہوتا ہے۔ گھریلو صنعتوں اور دست کاریوں سے تیار ہونے والا مال کارخانہ جات کی اجارہ داری کی وجہ سے ان کی پیداوار کا مقابلہ نہیں کر پاتا جس کے نتیجے میں گھریلو صنعتیں اور دست کاریاں زوال پذیر ہو جاتی ہیں اور دست کار اپنا پیشہ چھوڑ کر مزدوری اور ملازمت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔
- خودکار آلات کے روزافزوں استعمال کی وجہ سے انسانی کھپت میں کمی جبکہ ملازمت اور مزدوری کے طلب گاروں میں روز بروز اضافہ ہو جاتا ہے، جس سے پورے ملک میں بے روزگاری کا طوفان برپا ہو جاتا ہے، نتیجتاً مزدور کم سے کم اجرت پر مشکل اور محنت طلب کام کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔
- سرمایہ دار طبقہ اپنے سرمایہ کے زور سے حکومتی پالیسیوں کو اپنی حکمت عملی کے تابع کر لیتا ہے، مارکیٹ میں وہی اشیا لائی جاتی ہیں جن سے سرمایہ دار کا زیادہ سے زیادہ نفع ہوتا ہے اور صرف مال وزر ہی عزت وشرافت کا معیار بن جاتا ہے۔
- مذکورہ نظام میں عام آدمی سے لے کر سرمایہ دار اور سربراہان مملکت تک سب کسی نہ کسی شکل میں حصولِ زر کے جائز وناجائز وسائل تلاش کرنے میں کوشاں ہوتے ہیں۔
- سرمایہ دارانہ نظام سرمایہ دار کے سرمائے میں اضافے کا ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعے پوری قوم کے سرمائے کو چند بڑے سرمایہ دار اپنے مفاد میں استعمال کرتے ہیں ان معاملات میں سب سے اہم کردار کمپنیوں اور بینکوں کا ہوتا ہے، جن کے روح رواں وہ سودی نظامات ہیں، جن کے تحت یہ چلتے ہیں، خواہ ان کا نام کچھ بھی ہو، ان سب کا مقصد دولت سمیٹنا ہوتا ہے۔

12. سفارشات

- مقالہ ہذا کے مندرجات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم حکمران سب سے پہلے اپنے ایمانی رشتے کو مضبوط کرتے ہوئے اس کی ہدایت کے مطابق اپنی منزل کا تعین اور ترجیحات کی ترتیب نو کریں۔ حکومتی مناصب وسائل کو امانت سمجھتے ہوئے حکمت کے ساتھ قوم کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔
- اسلامی فلاحی جمہوری پاکستان کی تعمیر کیلئے ایک دیانت دار، باصلاحیت، خدا ترس اور خادمِ خلق قیادت کو منصب اختیار تفویض کیے جائیں جو نہ صرف وطن پاکستان بلکہ امت مسلمہ کے حالات کو سمجھتے ہوئے ایسی پالیسیاں ترتیب دے جس سے دور حاضر کے معاشی اور معاشرتی مسائل کا خاتمہ ممکن ہو۔
- سرمایہ دارانہ نظام پر انحصار کرنے کی بجائے اسلامی معاشی نظام کے نفاذ کی طرف پیش قدمی کی جائے۔
- سرمایہ دار ممالک سے سودی قرض لینے کی بجائے اپنے اندر دستیاب وسائل میں جینے کا حوصلہ اور جرأت پیدا کی جائے۔ ریاست کے مالیاتی اور کرنسی کے نظام کو سود سے پاک کیا جائے اور سود سے پاک مالیاتی نظام کو اجاگر کرنے کی کوشش کی جائے۔
- سماجی اور معاشی پالیسیوں کا از سر نو جائزہ لیا جائے جس کا ہدف تعلیم کا فروغ، علاج کی سہولتوں کی فراہمی، تنگدستی اور بے روزگاری میں کمی اور روزگار کے مواقع کی فراہمی ہو اور ایسی معاشی اصلاحات نافذ کی جائیں جن کے ذریعے سود، قمار اور ہر طرح کے معاشی استحصال کا خاتمہ ہو، دولت کی تقسیم منصفانہ ہونے کے ساتھ ساتھ تمام انسانوں کو ضروریاتِ زندگی میسر ہوں۔
- عالمی سطح پر انصاف، پُرامن بقائے باہمی اور عدمِ مداخلت کی بنیاد پر تعلقات استوار کئے جائیں گے۔

صلی اللہ علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه ﷺ

References

1 The New Encyclopedia Britannica, (*Encyclopedia Britannica, Inc., U.S.A.* ,1986), 2:831.

2 جمیل جالبی، ڈاکٹر، قومی اردو ڈکشنری لاہور، ص258

Jamīl Jālebī, Dr., *Qaūmī Urdu Dictionary Lahore*, 258

3 فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً(Al-Quʾ rān41:15)

4 "وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ۔ " (Al-Quʾ rān11:59)

5 "أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ۔ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ۔" (Al- Quʾ rān 26:128 to 129)

6 " وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ۔ "(Al- Quʾ rān 26:130)

7 پرویز، علامہ غلام احمد، جوئے نور، طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور، جولائی 1994ء، ص79

Pervaīz, Allāma Ghulām Ahmad, *Jūay Noūr*, (Tuloū Islām Trust Lahore, July 1994), 79.

8 "وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ۔ "(Al- Quʾ rān 27:48)

9 "وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۔ "(Al- Quʾ rān 9:89)

10 "فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَى فَعَقَرَ ۔ "(Al- Quʾ rān 29:54)

11 " إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُسْرِفُونَ۔ " (Al- Quʾ rān 7:81)

12 "أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ۔ " (Al- Quʾ rān 29:29)

13 پرویز، جوئے نور، ص192

Pervaīz, *Jūay Noūr*, 192.

14 "يَا قَوْمِ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ۔ "(Al- Quʾ rān 11:78)

15 "وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ۔ "(Al- Quʾ rān 27:54)

16 "فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ۔"(Al- Quʾ rān 7:91)

17 "فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا۔ "(Al- Quʾ rān 7:85)

18 قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ (Al- Qu’rān 11:87)

19 قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَ (Al- Qu’rān 7:88)

20 فیصل، امان اللہ، ودیگر، مختصر قصص الانبیاء، ناشر الاعلام الاسلامی کراچی، س ن، ص169
Faīşal, Amānullah and others, *Mukhtaşer Qaşaş al-Anmbiyā*, (Nāshir al-Alām al-Islāmī, Karachi), 169.

21 "وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ۔ " (Al- Qu’rān 7:90)

22 مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن ، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، 2000ء، ج2، ص64
Mūdūdī, Abū al-A'lá,*Tafhīm al- Qur‘ān*, (Tarjāmān al- Qur’ān, Lahore 2004), 2:64.

23 "فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامَانُ عَلَى الطِّينِ فَاجْعَلْ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَى إِلَٰهِ مُوسَى ۔ " (Al- Qu’rān 28:38)

24 "وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي ۔ " (Al- Qu’rān 28:38)

25 "وَنَادَى فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي۔ " (Al- Qu’rān 43:51,52)

26 "وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ۔ " (Al- Qu’rān 7:137)

27 "إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا۔ " (Al- Qu’rān 28:4)

28 إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَى فَبَغَى عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ" (Al- Qu’rān 28:76)

29 Khārūj 12:35,36

30 " ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ۔ " (Al- Qu’rān 2:92)

31 " فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا ۔ " (Al- Qu’rān 5:24)

32 Salātīn 1:2

33 Samūaīl 1:3

34 ندوی، حبیب الحق، سید، فلسطین اور بین الاقوامی سیاست، دارالاشاعت کراچی، س،ن، ص201
Nadvī, Habib al-Ḫaq, Sayyid, Falastīn *awr Baīn al-Aqwāmī Siyāsat*, (Dār al-ishā’at Karachi), 201.

35 "تم برے دنوں کا خیال چھوڑ کر ظلم کی کرسی پر بیٹھے ہو، ہاتھی دانت کے پلنگوں پر سوتے ہو، گلہ سے بروں کو، طویلہ سے بچھڑوں کو لے کر کھاتے ہو، رباب کی آواز کے ساتھ گاتے ہو۔" (Āmūs 6:5 to 6)

36 "یہ ملک سچائی، ہمدردی اور خداشناسی سے خالی ہے۔ بدزبانی، عہد شکنی، خونریزی، چوری اور حرام کاری کے علاوہ کچھ نہیں۔ وہ ظلم کرتے ہیں اور قتل پر قتل ہوتا ہے۔ اس لیے ملک ماتم کرے گا۔" (Pūsī’ 4:2 to 4)

37 "تم مسکینوں کو پامال کرتے ہو، ظلم کرکے گیہوں چھین لیتے ہو۔ تم اپنے تراشے ہوئے پتھروں کے مکانوں میں نہ رہو گے۔" (Āmūs 5:10 to 12)

38 "وہ مئے خواری سے پر ہو کر بدکاری میں مشغول ہوتے ہیں۔ اس کے حاکم رسوا دوست ہیں۔" (Hūsī 4: 9 to 10)

39 "پس جیسا حال لوگوں کا ہو گا، ویسا حال کاہنوں کا ہو گا، ان کی غلط روش کی سزا اور ان کے اعمال کا بدلہ ان کو ملے گا۔"

(Hūsī 4: 8 to 10)

40 "اسرائیل کو معلوم ہو جائے گا کہ اس کی بدکرداری اور عداوت کی زیادتی کی وجہ سے نبی بے وقوف ہے اور مذہبی آدمی دیوانہ ہے۔" (Hūsī 4:81)

41 "اخی اب نے اسرائیل کے گزشتہ تمام بادشاہوں سے زیادہ خداوند اسرائیل کو غصہ دلایا۔" (Salātīn 16:13)

42 Salātīn 18:22 to 23

43 Yasʾiyāh 57:6

44 "تمہارے اونچے مقاموں کو غارت کر دیا جائے گا اور تمہاری قربان گاہیں اجڑ جائیں گی اور سورج دیوتا کی مورتیاں توڑ دی جائیں گی۔" (Ḥizqīaīl 6:5)

45 "تیرے اندر وہ ہیں جو اپنے باپ کی حرم شکنی کرتے ہیں۔" (Ḥizqīaīl 22:5)

46 "جب میں نے انہیں سیر کیا تو وہ قحبہ خانوں میں بدکاری کرنے لگے۔" (Yarmīyāh 5:8)

47 Salātīn 14:24

48 "انہوں نے ہرگز شرمندگی محسوس نہ کی اور نہ وہ لجائے، اس لیے وہ گریں گے گرنے والوں کے ساتھ۔"

(Yarmīyāh 8:12)

49 "ان پر افسوس جو نشہ بازی کے لیے صبح سویرے اٹھتے ہیں جب تک شراب انہیں بھڑکا نہ دے وہ رات کو جاگتے رہتے ہیں" (Yasʾiyāh 5:11)

50 "وہ ہر لحاظ سے اپنا ہی نفع تلاش کرتے ہیں اور ہر ایک کہتا ہے کہ آؤ میں شراب لے آؤں گا اور ہم نشہ میں خوب مست ہوں گے اور کل بھی آج جیسا ہو گا بلکہ وہ اس سے بھی بہتر ہو گا۔" (Yasʾiyāh 56:12)

51 "کیا شریر کے گھر میں ابھی تک ناجائز نفع کے خزانے اور ناقص پیمانے نہیں ہیں جہاں کے دولت مند ظالم ہیں اور ان کے باشندے جھوٹ بولتے ہیں اور ان کے منہ میں دغاباز زبانیں ہیں۔" (Mīkāh 6:10 to11)

52 "تمام چھوٹے اور بڑے لالچی اور نبی سے لے کر کاہن تک دھوکے باز ہیں۔" (Yarmīyāh 8:10)

53 فاروقی، عماد الحسن، دنیا کے بڑے مذاہب، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور، س،ن، ص92
Fārūqī, ʻimād al-Hassan, *Dunyā kay Barray Madhāib,* (Maktāba Taʾmīr insāniyat, Lahore), 92.

54 صدیقی، مظہر الدین، اسلام اور مذاہب عالم، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، س،ن، ص89
Ṣiddīqī, Maẓher-ud-Dīn, *Islām Awr Madhahib-e-Ālam,* (idārāh thaqāfat-e-Islamia Lahore), 89.

55 کیرن آرمسٹرانگ، The Battle for Good (ترجمہ) خدا کے لیے جنگ، مترجم محمد احسن بٹ، نگارشات مزنگ لاہور، س،ن، ص31
Karen Armstrong, *The Battle for Good, Urdu Version Khudā Kay līyay jang*, (Nigārshāt publishers muzang Lahore), 31.

56 Nadvī, Falastīn *awr Baīn al-Aqwāmī Siyāsat*, 320 to 333.

57 ہنری فورڈ، The International Jew (اردو ترجمہ) بین الاقوامی یہودی، ادارہ موتمر کراچی، 1970ء، ص9تا10
Henry Ford, *The International Jew, Urdu Version Baīn al- Aqwāmī Yahūdī,* (idārāh Mutamar ʻalam e Islāmi, Karachi, 1970), 9 to 10.

58 Nadvī, Falastīn *awr Baīn al-Aqwāmī Siyāsat*, 26 to 33.

59 Ibid, 34 to 40.

60 Ibid, 64 to 68

61 Ibid, 69 to 72

[62] Ibid, 90 to 99

[63] Ibid, 104 to111

[64] Ibid, 163 to 183

[65] Ibid, 196 210

[66] Ibid, 248 to 260

[67] Nadvī, Falastīn *awr Baīn al-Aqwāmī Siyāsat*, 236 to 337.

[68] Ibid, 238

[69] Ibid, 241 to 245

[70] عاصم عمر، مولانا، تیسری جنگ عظیم اور دجال، الغازی ویلفئیر ٹرسٹ باغ آزاد کشمیر، س،ن، ص231

'Āşim 'Omar, Mūlānā, *Tīsrī Jang e 'Āzīm awr Dajjāl*,(al-Ghazī Welfare Trust Bāgh Āzād Kashmir), 231.

[71] Ibid, 248.